سخنان

حضرت غفرانمآبؒ

(ولادت: ۱۷؍ربیع الثانی ۱۱۶۶ھ/ ۱۷۵۲ء نصیرآباد (جائس) وفات: شب ۱۹؍رجب المرجب ۱۲۳۵ھ/ ۳؍مئی ۱۸۲۰ء

آسمان علم واجتہاد کے وہ نیر درخشاں ہیں جو مطلع دارالعلم نصیرآباد (سابق پٹاک پور) جائس (سابق وڈّیانگر) سے طلوع ہوکر تحصیل علمی کی دقیق و پرافشاں علمی جدوجہد سے گذرتے ہوئے اوج کمال پر پہنچے لیکن زوال کی طرف قطعی مائل نہ ہوئے، اور سرزمین لکھنؤ پر وہاں غروب ہوتے ہوئے دکھائی دیئے جہاں آسمان اسے چھوتا نظر آتا ہے (آفتاب غروب کہاں ہوتا ہے، صرف غیبت میں چلا جاتا ہے اور کرۂ زمین کے ایک حصہ کو اپنی ضیا پاشی سے محروم کردیتا ہے لیکن) حضرت غفران مآبؒ وہ خورشید تاباں ہیں جو غروب حسی کے بعد بھی نہ صرف اپنی روشنی بکھیرتے رہے بلکہ اپنی ترقی پذیر ضیا پاشیوں سے اور بھی نمودار و فیض رساں ہوتے گئے۔ وہ اپنے علمی توجہات، فقہی تحقیقات، مصلحانہ موعظات اور قلمی مجاہدات سے ضوبار فیوض کے سرچشمہ، وہیں شاندار و پائیدار فکری تربیتی انقلاب (انقلابات) کے بانی و رہبر کے طور پر محسن قوم وملت بھی ہیں اور اپنے دور بیں' تعمیری موسسات کے پیش نظر معمار و صناع علم وادب بھی ہیں۔

ان کے ہمہ جہت و ہمہ گیر باقیات الصالحات میں ان کے اخلاف کا وہ نیک آثار کارواں بھی ہے جو 'خاندان اجتہاد' کے نام سے معنون ومشہور ہوکر ان کی علمی میراث کا مستحق ومحق وحامل ہوا۔ (یوں تو ان کے روحانی خاندان میں ان کے بعد سے آج تک کے سارے ہندوستانی علماء ومجتہدین آجاتے ہیں کیونکہ تمام زندہ علمی سلسلے انھیں کی ذات پر منتہی ہوتے ہیں)۔ یہ پاک نژاد خاندان اجتہاد تسلسل وتواتر کے ساتھ جو علمی وادبی خدمات انجام دیتا رہا ہے وہ اپنے طور سے یادگار ہیں اور تاریخ کا ایک سنہرا باب ہیں۔ اسی فیض بنیاد خاندان اجتہاد کو تازہ عصری خراج عقیدت کے عنوان سے 'خاندان اجتہاد نمبر' کا سالانہ سلسلہ قائم کیا گیا۔ اس سلسلہ کا دسواں شمارہ علم دوست نکتہ شناس و نکتہ بیں ناظرین کی ضیافت ذوق میں پیش خدمت ہے۔ قوی امید ہے کہ ہمارے مہربان باذوق قارئین کرام اس ضمن میں کی گئی ہماری محنت ومشقت کو قطعی شاباشی نہ دے کر ہمارے جذبہ اور مقصد کو ضرور زندہ باد کہیں گے اور ہماری صوری ومعنوی حمایت وسرپرستی فرمائیں گے۔

یہاں ایک بات عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس سلسلہ کی پیش کش سے ہمارا مقصد بے جا پروپگنڈہ یا دوسروں پر ناجائز ابلاغی دباؤ یا دوسرے علمی خانوادوں کے اجتماعی خدمات یا علماء ومجتہدین کے انفرادی کارناموں کو گھٹانا قطعی نہیں۔ ہماری تو

مخلصانہ خواہش والتجا ہے کہ کسی گوشہ سے سہی ایسے سبھی کارناموں کو اجاگر کیا جائے۔اس سلسلہ میں جو بھی نام اجاگر ہوگا وہ خاندان اجتہاد کے سربراہ وبانی کے روحانی خاندان سے ہی متعلق ہوگا۔

پیش نظر شمارہ اس سلسلہ کی دسویں فخریہ پیش کش ہے۔کوشش کی گئی ہے کہ یہ شمارہ گذشتہ شماروں کی بالفعل جزوی یا کلی 'فوٹو کاپی' نہ ہو بلکہ ایک طرح کا اضافہ ثابت ہو۔خاندان اجتہاد کی غیر جانبدارانہ تصویر ابھارنے کی غرض سے یہ بھی کوشش کی گئی کہ اس کے قلمکاروں میں 'باہری' نمائندگی غالب رہے (وہ حضرات جو خاندان اجتہاد سے سببی تعلق نہ رکھتے ہوں۔) اس کے منظوم حصہ کے سبھی اہل نظر شعراء باہری ممتحن/مبصر (External Examimer/Observer) نظر آئیں گے۔نثری جزو میں ایک اہم علمی وتعلیمی تحریک (مدرسہ سلطانیہ کے حوالہ سے) پر ایک وقیع تحقیقی سلسلہ مضامین زیب قرطاس ہے۔ یہ انقلابی تحریک دراصل روایتی مسند درس وتدریس کو سرکاری اور باقاعدہ رسمی درس گاہ کی شکل میں ڈھالنے کا کامیاب اقدام ہے۔ اس سلسلہ مضامین کو سپرد قرطاس کرنے والے ہیں۔افتخار تاریخ نگاری اودھ، فاضل نبیل چودھری سبط محمد نقوی طاب ثراہ۔ساتھ ہی حضرت فردوس مکاںؒ (سید العلماء مولانا سید محمد ابراہیم خلف جنت مآب سید محمد تقیؒ) اور حضرت رضوان مکان (ملاذ العلماء مولانا سید ابوالحسن عرف بچھن صاحب) کے سوانحی خاکے بھی پیش ہیں جو علی الترتیب خاندان کے 'داخلی' مضمون نگار زبدۃ العلماء مولانا سید آغا مہدی اور علامۂ ہندی مولانا سید احمد نقوی طاب ثراہما کی قابل قدر قلمی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔یہاں 'داخلی' قلمکار یعنی اندرون خانہ کے راوی نفس مضمون کے اعتبار وتوقیعت کو بڑھانے کے لئے ہیں۔

مذکورہ بالا مضامین کے علاوہ آپ کو تازہ شمارہ میں تین تحقیقی نثری شہپارے بھی ملیں گے۔ایک میں حضرت غفرانمآبؒ کی مایۂ ناز کتاب عماد الاسلام کا تعارف (از قلم اشہر اساتذہ معقولات، مولانا عبدالحسین فلسفی)، دوسرے میں سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی طاب ثراہ کے عربی ادب کے حوالہ سے تخلیقی حیثیت کو معروف صحافی واہل قلم سید سلامت رضوی کی یادگار قلمی کاوش نے پیش کیا ہے۔تیسری نگارش میں اپنے وقت کے معروف ومقتدر تاریخ گو یونسؔ زیدپوری کی وہ تاریخیں پیش کی گئی ہیں جو خاندان اجتہاد سے متعلق ہیں۔

شمارہ ہٰذا میں بلند پایہ فاضل وشاعر پروفیسر سید وحید اختر کا ایک منفرد ادبی شاہکار 'قلم آشوب' کے منتخب بند بھی شامل ہیں۔یوں تو سید العلماء کے مرثیہ کے طور پر تصنیف کیا گیا یہ قلم آشوب عام عصری قلمی بے حالی کا قابل قدر شہر آشوب ہے۔علاوہ ازیں اعجازؔ بہوی، تنویرؔ نگروری اور تذہیبؔ نگروری کے شعری تخلیقات بھی قابل ذکر ہیں۔

کم وقت میں، عجلت سے ترتیب دیا گیا زیر نظر شمارہ اور بھی بہتر ہوسکتا تھا لیکن ؎ اے بسا آرزو......

ہم کس حد تک اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے، کس حد تک آپ کی توقعات پر پورے اترے اور کس حد تک معیار تدوین وانتخاب کی پاسداری کی اس کا فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے۔

(م۔ر۔عابد)